امام خمینی کا فقہی۔ سیاسی نظریہ اور مصلحت

مؤلف: خدیجہ ہاشمی، غلام رضا بہروزی لک

مترجم: ڈاکٹر خان محمد صادق جونپوری

خلاصہ:

تشیع کی سیاسی تاریخ میں امام خمینی وہ واحد فقیہ ہیں جنہوں نے ولایت فقیہ کے نظریہ کی بنیاد پر اسلامی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اسی وجہ سے آپ نے فقہ مصلحت کو الگ زاویہ سے پیش کیا اور اس کے سماجی اور حکومتی پہلو پر زیادہ تاکید کی۔ آپ سے پہلے کے علمانے فقہ مصلحت کو زیادہ تر شرعی مسائل اور ذاتی فرائض میں لحاظ کیا تھا اور سماجی و سیاسی مسائل میں اس کی اہمیت کو نظرانداز کیا گیا تھا۔

امام خمینی نے سیرت نبوی (ص) پر تاکید کرتے ہوئے اسلامی نظام کے حفظ و بقامیں مصلحت کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور آپ کی سیاسی سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے عملی طور پر بھی اسلامی معاشرہ میں اس اصل پر توجہ دی ہے۔

مقدمہ

معاشرہ اور ریاست کے نظم و نسق کو بہتر بنانے کا دعوی کرنے والے مختلف نظام میں اپنے آپ کو زمانہ اور مقام کی تبدیلیوں سے ہمآہنگ ہونے کی قابلیت ہونی چاہئے۔ دین اسلام اور خاص کر شیعہ فرقہ کا بھی یہ دعوی ہے کہ اس میں معاشرتی تبدیلیوں کے ساتھ ہمآہنگ ہونے کی قابلیت پائی جاتی ہے اور اصل مصلحت کا اس میں اہم کردار ہے لیکن اس سے پہلے سیاست اور معاشرہ کے نظم و نسق میں اس کا کوئی عملی کردار نہیں تھا۔

امام خمینی نے نظریہ ولایت فقیہ کو پیش کیا اور اس کے بعد اصل مصلحت کی اہمیت سب کے سامنے آئی کیونکہ ولایت فقیہ اور مصلحت کا رشتہ بہت مضبوط ہے۔

مصلحت کا مفہوم اور فقہ امامیہ میں اس کا مقام

لغت میں مصلحت، صلاح کے معنی میں ہے اور اس کی جمع مصالح ہے۔ (رمضان البوطی، ۱۹۹۲، ص ۲۷) صاحب تاج العروس تحریر کرتے ہیں: مصلحت کو اگر اسم مکان مان لیا جائے تو محل صلاح کے معنی میں ہے اور اگر مصدر میمی ہے توصلاح کے معنی میں ہے اور افساد اس کا نقطہ مقابل ہے۔ (تقوی، ۱۳۷۸، ص ۱۳)

اصطلاح میں مصلحت ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو انسان کے دنیوی اور اخروی مقاصد کے موافق ہو اور اس کا نتیجہ کسی منفعت کا حصول یا کسی ضرر کو دور کرنا ہو۔ (شبان نیا، ۱۳۹۲، ص ۳۵) بعض لوگوں نے لفظ مصلحت سے تدبیر کا معنی اخذ کیا ہے: مصلحت ہر اس تدبیر کو کہتے ہیں جو اسلامی حکومت شرع مقدس کے اہداف کے مطابق اسلامی معاشرہ کے معنوی و مادی منافع کے حصول کے لئے کرتی ہے۔ (ہاشمی، ۱۳۸۱، ص ۵)

سیرہ نبوی اور سیرہ علوی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پیشوایان دین سماجی، سیاسی، اقتصادی اور فوجی مصالح سے بہرہ مند ہوتے ہوئے معاشرہ کی مصلحتوں کے مطابق عمل کرتے تھے۔ مثال کے طور پر رسول خدا(ص) کے دور میں بنی نضیر کے یہودیوں کے ساتھ، سالانہ چھ سو صاع جو اور تین سو صاع خرما پر معاہدہ ہوا۔ (مکاتیب الرسول، ۱۳۶۳، ص ۳۱۸)

حضرت علی(ع) نے اپنے گورنر کو حکم دیا کہ گراں قیمت سواریوں پر سوار ہونے والے اور انگوٹھی پہننے والے کسانوں سے ۴۸ درہم، تاجروں سے ۲۸ درہم، اور دوسروں لوگوں سے ۱۲ درہم ٹیکس وصل کیا جائے۔ (فتوح البلدان، ۱۹۸۷، ص ۲۷۱) اسی طرح حضرت علی(ع) نے رسول خدا(ص) کے دور کے برخلاف گھوڑوں پر ٹیکس لگایا۔ وضع امیر المؤمنین علی الخیل العتاق الراعیہ فی کل فرس من کل عام دینارین و جعل علی البراذین دیناراً۔ امیر المؤمنین نے سواری والے گھوڑوں پر ہر سال دو دینار اور بوجھ اٹھانے والے گھوڑوں پر سالانہ ایک دینار ٹیکس مقرر فرمایا۔ (طوسی، ۱۳۶۳، ج ۲، ص ۱۲)

شیعہ فقہ نے سیرت نبوی کی بنیاد پر ہمیشہ مصلحت کے موضوع پر تاکید کی ہے یہاں تک کہ فقہ شیعہ میں مصلحت کا بہت اہم مقام ہے اور شیعہ فقہا کی اکثریت نے اس موضوع پر گفتگو کی ہے۔ شیعہ فرقہ حسن و قبح ذاتی و عقلی نیز حکمت و عدل الہی کی بنیاد پر مصالح و مفاسد کو معیار قرار دیتا ہے یعنی احکام وجوبی مصالح موضوعات کی وجہ سے جعل ہوتے ہیں اور الزام و عدم الزام میں موضوعات کے مصالح و مفاسد میں فرق کی بنیاد پر احکام کو وجوب، حرمت، استحباب، کراہت اور اباحہ میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ (خسرو پناہ، ۱۳۷۹، ص ۱۰۴)

شیخ صدوق نے امام محمد باقر (ع) سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں آنحضرت نے اس سوال کے جواب میں کہ اللہ تعالی نے کیوں مردار، خون اور سور کے گوشت اور خمر کو حرام قرار دیا ہے، فرمایا: اللہ تعالی نے لوگوں کی بے رغبتی کی وجہ سے انہیں حرام نہیں کیا ہے اور نہ ہی لوگوں کی رغبت کی وجہ سے بعض چیزوں کو حلال قرار دیا ہے بلکہ اللہ تعالی نے مخلوقات کو خلق کیا ہے اور وہ ان کی ضرورتوں سے آگاہ ہے لہٰذا اس کے لئے فائدہ مند چیزوں کو مباح اور نقصان دہ چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔ (صدوق، ۱۴۰۸، ج ۲، ص ۱۹۶)

بعض لوگوں کا یہ ماننا ہے کہ فقہ امامیہ میں مصلحت کا کوئی مقام نہیں ہے بلکہ امام خمینی نے پہلی بار اسے پیش کیا ہے لیکن یہ بات غلط ہے۔ فقہ شیعہ میں مصلحت اور اس کے ذیلی عنوانات پر مختلف مقامات پر بحث ہوئی ہے۔ مثال کے طور پر شہید اول اپنی کتاب القواعد میں مصلحت اور اس کی اقسام پر گفتگو کرتے ہیں اور مصلحت معتبرہ اور غیر معتبرہ میں فرق کو بیان کرتے ہیں۔ اسی طرح شیعہ فقہا نے قاعدہ تقدم اہم بر مہم اور تزاحم احکام شرعی کی بحث میں اسی عنصر سے مدد حاصل کی ہے۔ (خسرو پناہ، ۱۳۷۹، ص ۱۱۳)

مصلحت کا مقام امام خمینی کی نظر میں

امام خمینی کی فقہ سیاسی میں مصلحت کا اہم کردار ہے اور اس کے آثار کو آپ کے ابتدائی دور کی تحریروں میں تلاش کیا جاسکتا ہے۔ آپ نے فقہ المصلحت کو سماجی اور حکومتی لباس عطا کیا اور اسے مصلحت نظام یا مصلحت اسلام کے عنوان سے پیش کیا۔ امام خمینی کی نظر میں مصلحت نظام ان اہم امور میں سے ہے جس سے لاپرواہی کی وجہ سے اس انقلاب پر سوال اٹھ سکتا ہے۔ (امام خمینی، ۱۳۷۰، ج ۲۰، ص ۱۷۶)

آپ نے مصلحت کے نظریہ کو پیش کرکے فقہ جواہری اور روایتی فقہ کی پابندی کے ساتھ ساتھ، شیعی سیاسی فقہ کو روزمرہ کے مسائل کو حل کرنے میں ناکام ہونے سے بچایا اور عملی طور پر مجمع تشخیص مصلحت نظام کی بنیاد ڈال کر اسلامی نظام کے مسائل کے حل و فصل کے لئے ایک نیا باب وا کیا۔

الف: نظریہ ولایت فقیہ اور مصلحت کا آپسی تعلق: شیعہ اور سنی فقہا کی نظر میں ولایت فقیہ کا مسئلہ دور غیبت کا اہم مسئلہ ہے اگرچہ اس موضوع کو پہلی بار ملا احمد نراقی نے اپنی کتاب عوائد الایام میں ایک مستقل عنوان سے مورد بحث قرار دیا لیکن شیعہ فقہا کی اکثریت اس موضوع کی طرف متوجہ ہوئی اور ملا احمد نراقی کے بعد امام خمینی واحد فقیہ ہیں جنہوں نے ولایت فقیہ کے موضوع پر تفصیلی بحث و گفتگو کی ہے۔

امام خمینی نے اپنی کتابیں جیسے کہ کشف الاسرار، تحریر الوسیلہ، الرسائل، البیع نیز اپنی تقریروں اور خطوط میں ولایت فقیہ کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔ امام خمینی نے اپنی کتاب کشف الاسرار میں ائمہ معصومین سے منقول احادیث کہ ذریعہ یہ ثابت کیا ہے کہ اسلامی حکومت، فقیہ جامع الشرائط کا حق ہے۔ اسی طرح آپ نے تحریر الوسیلہ میں فقہائے جامع الشرائط کو عصر غیبت میں امام زمانہ (عج) کا نائب عام بتایا ہے اور ان کی ولایت کو بہت وسیع بتایا ہے۔ (خسرو پناہ، ۱۳۷۹، ص ۲۳ و ۲۴)

امام خمینی نے اپنی کتاب ولایت فقیہ میں سیرت نبوی پر تاکید کرتے ہوئے ولایت فقیہ اور خاص کر اس کے حکومتی اور سیاسی پہلو پر روشنی ڈالی ہے۔ آپ نے اسلامی حکومت کی تشکیل کے لئے اسلامی احکام کے نفاذ کی ضرورت اور اسلامی قوانین کی ماہیت اور کیفیت جو کہ حکومت کے بغیر قابل نفاذ نہیں ہیں، کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ (امام خمینی، ۱۳۸۹، ص ۱۴)

امام خمینی نے پہلی بار ولایت مطلقہ فقیہ کے نظریہ کو پیش کیا جس کے تحت ولی فقیہ کے حکومتی اختیارات، پیغمبر اسلام ﷺ اور ائمہ معصومین (ع) کے حکومتی اختیارات کے ہم پلہ ہیں اور آن حضرات کے تمام فرائض جیسے کہ پیغام الٰہی کی تبلیغ، قضاوت، سیاسی زعامت اور معاشرہ کی قیادت وغیرہ، فقیہ جامع الشرائط کے لئے بھی ثابت ہیں۔

یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ حضرت رسول خدا (ص) کے حکومتی اختیارات حضرت علی (ع) کے حکومتی اختیارات سے زیادہ تھے یا حضرت علی (ع) کے حکومتی اختیارات فقیہ کے حکومتی اختیارات سے زیادہ ہیں۔ البتہ حضرت رسول خدا (ص) کے فضائل پوری کائنات میں سب سے زیادہ ہیں اور آپ کے بعد حضرت علی (ع) کے فضائل دوسرے انسانوں سے زیادہ ہیں لیکن فضائل و کمالات کے زیاہ ہونے سے حکومتی اختیارات میں اضافہ نہیں ہوتا ہے۔ حضرت رسول خدا ﷺ اور ائمہ معصومین (ع) کو جو اختیارات اور ولایت فوج کی تیاری، گورنروں کی تقرری، ٹیکس کے وصول کرنے اور اسے مصالح مسلمین کے لئے خرچ کرنے کے سلسلہ میں حاصل ہیں، وہ سارے اختیارات، اللہ تعالیٰ کی طرف سے موجودہ حکومت کو بھی حاصل ہیں لیکن کسی فرد خاص کا تعین نہیں ہوا ہے بلکہ عالم عادل کے ذمہ ہے۔ (امام خمینی، ۱۳۸۹، ص ۵۰-۵۱)

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ امام خمینی نے ولایت فقیہ کے نظریہ کو اپنے عروج پر پہنچایا اور اسے علم کلام میں جگہ دی۔ آپ کی نظر میں ولایت مطلقہ فقیہ کا معنی مصلحت عامہ کی بنیاد پر حکم حکومتی کا نفاذ ہے۔ عام مصلحت، ملک کی مصلحت، نظام کی مصلحت وغیرہ جیسے عناوین پر امام خمینی نے ہمیشہ تاکید کی ہے۔

در حقیقت آپ کی نظر میں اسلام کی مصلحت، عوام کی مصلحت ہے۔ امام خمینی کا یہ ماننا ہے کہ نظریہ ولایت فقیہ کے ذیل میں مصلحت کا اہم کردار ہے۔ آپ اسلامی حاکم کے دو فرائض بیان کرتے ہیں اور وہ دونوں ہی کسی نہ کسی طرح سے مصلحت سے متعلق ہیں۔ حاکم اسلامی کا سب سے پہلا فرض احکام شرعی اور حدود الہی کا نفاذ ہے جو کہ مسلمانوں کے مصالح و مفاسد پر مبنی ہے۔ اور دوسرا فرض اسلامی اموال کے تصرف اور حاکم اسلامی کے اوامر سے مرتبط ہے جو کہ اسلامی معاشرہ کی مصلحتوں کی حدود میں محقق ہوتا ہے۔ (شبان نیا، ۱۳۹۲، ص ۴۴)

مصلحت اور حکم حکومتی

حکم حکومتی احکام و قوانین کا وہ مجموعہ ہے جسے حاکم اسلامی نے معاشرہ کے نظم و نسق کے لئے وضع کیا ہے۔ آیت اللہ مکارم شیرازی احکام حکومتی کو منجملہ احکام تنفیذی شمار کرتے ہیں: بے شک احکام ولائی کا شمار احکام تنفیذی میں ہوتا ہے کیونکہ یہ احکام مسئلہ ولایت کے دائرہ میں آتے ہیں اور انہیں صغریات اور موضوع کے تشخیص اور احکام شرع کو ان سے منطبق کرنے اور ان کو احکام شرع سے منطبق کرنے سے حاصل کیا جاتا ہے۔ (مکارم شیرازی، ۱۴۱۳، ج ۱، ص ۵۳۶)

احکام حکومتی کو مندرجہ ذیل عناوین کے تحت خلاصہ کیا جا سکتا ہے۔

- وہ تمام احکام جو ولی امر مسلمین کی طرف سے احکام اولیہ اور ثانویہ کے نفاذ کی کیفیت کو پرکھنے کے لئے وضع کئے جاتے ہیں جیسے حدود شرعی اور تعزیرات کے ذیل میں قوانین قضائی۔
- وجوبی اور تحریمی الزامی احکام جو الفراغ اور مباحات کے دائرہ میں حاکم اسلامی کی طرف سے اسلامی معاشرہ کی مصلحتوں کے مد نظر وضع کئے جاتے ہیں۔ جیسے ٹریفیک قوانین
- احکام اولیہ کا معاشرہ کی مصلحتوں سے ٹکرانے کی صورت میں احکام حکومتی اور ولائی کا وضع کرنا۔ جیسے وقتی طور پر حج پر پابندی۔
- عسر، حرج و ضرر وغیرہ کو مد نظر رکھتے ہوئے احکام ثانویہ کے دائرہ میں احکام حکومتی کا وضع کرنا

۔کلی طور پر احکام حکومتی کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔احکام قضائی اور احکام سلطانی۔احکام قضائی وہ احکام ہیں جو دعوی کے پیش ہونے کے بعد وضع ہوتے ہیں۔اور احکام سلطانی کا کسی خاص دعوی یا جھگڑے سے تعلق نہیں ہے بلکہ معاشرہ کے نظم و نسق اور مصلحتوں سے متعلق ہے۔(خسرو پناہ، ۱۳۷۹، ص ۷۴)

کلی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ سماجی مصالح و مفاسد، احکام حکومتی کے صادر ہونے کا محور ہے۔احکام حکومتی حاکم اسلامی کی مصلحت سنجی کی بنیاد پر صادر ہوتے ہیں۔امام خمینی نے احکام حکومتی کو احکام اولیہ میں شمار کیا ہے لیکن احکام اولیہ سے اس لحاظ سے مختلف ہے کہ احکام حکومتی ہمیشہ کے لئے نہیں ہوتے ہیں۔حاکم اسلامی بلاواسطہ یا باالواسطہ شارع کی طرف سے منصوب ہوتا ہے اور اگر کوئی حکم صادر کرتا ہے تو چونکہ وہ شارع کی طرف سے منصوب ہے لہٰذا اس کا حکم حکم اولیہ میں شمار ہوگا اور دوسری طرف چونکہ اس کو جعل حکم کا اختیار دیا گیا ہے لہٰذا یہ حکم حکومتی بھی ہے۔(صابریان، ۱۳۸۶، ص ۱۴۱)

در حقیقت ثابت احکام کے لئے دائمی حکم قرار دیا گیا ہے اور تبدیل ہونے والی مصلحتوں کے لئے متغیر حکم قرار دیا گیا ہے جس سے دین اسلام کی جاودانگی کا اندازہ ہوتا ہے۔

امام خمینی کی حکومتی سیرت اور سماجی مسائل کے حل کے لئے آپ نے جو طریقے بیان کئے ہیں ان سب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مصلحت نظام کے مطابق ولایت کے نفاذ کو جائز مانا ہے اور اس پر عملدرآمد بھی کیا ہے۔

ب: تشخیص مصلحت میں وقتی اور مقامی ضروریات کی اہمیت: وقتی اور مقامی تبدیلیوں کا فقہ المصلحۃ میں اہم کردار ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ زمانے کے گزرنے اور مقام کی تبدیلی کی وجہ سے بہت سے نئے موضوعات سامنے آتے ہیں اور بعض پرانے مسائل میں تبدیلی واقع ہوتی ہے اور نوع نگاہ بدلتی ہے اور نئی ضرورتیں سامنے آتی ہیں۔ان ساری باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے امام خمینی نے فقہ جواہری پر مبنی فقہ متحرک کو پیش کیا جو مکمل طور پر ہر دور کی انسانی زندگی سے مرتبط ہے۔(افتخاری، ۱۳۸۴، ص ۱۵-۱۶)

میری نظر میں روایتی فقہ اور اجتہاد جواہری کو حوزہ علمیہ میں نافذ کرنا چاہئے اور اسی طریقہ سے اجتہاد درست ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسلامی فقہ متحرک نہیں ہے۔زمانہ اور مقام اجتہاد کے دو اہم عناصر

ہیں۔ کسی مسئلہ کا پچھلے دور میں کوئی حکم تھا اور اب بہ ظاہر اسی مسئلہ کا ایک نظام کے اقتصادی، سیاسی اور سماجی تناظر میں دوسرا حکم ہو سکتا ہے۔ (امام خمینی، ۱۳۷۰، ص ۹۷)

امام خمینی کی فقہ سیاسی میں حاکمیت اور حاکم کے مسئلہ پر توجہ دی گئی جس کی وجہ سے وقتی اور مقامی ضروریات کا مسئلہ سامنے آیا۔ امام خمینی کی فقہ سیاسی کی باب مصلحت میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ آپ نے اسلامی انقلاب کی کامیابی سے پہلے بلکہ اسلامی تحریک کے آغاز سے پہلے مصلحت کے مسئلہ پر توجہ کی ہے۔ (اکبری، ۱۳۹۰، ص ۹) بہ طور مثال:

حضرت امام خمینی مصرف خمس کے مسئلہ کے بارے میں فرماتے ہیں: ان الزکوات و الاخماس مما تملکه دولة الاسلام تتصرف فیها و تصرفها فیما یراه ولی امرها من مصالح الاسلام و المسلمین ایه مسلحه کانت، وکذلك المنصوب من قبله خصوصا او عموما و الفقراء المساکین بالنسبة الی تلك المصالح و المصارف یکفیهم اقل قلیل من الزکوات التی اوجبها الله علی المکلفین و کذلك الخمس فان من مصارفه عنوان فی سبیل الله العام لکل مصلحه یراها ولی الامر (امام خمینی، ۱۳۷۶، ج ۴، ص ۳۲۰)

اس عبارت میں امام خمینی نے زکات و خمس کے مصارف کے لئے کئی بار لفظ مصلحت کا استعمال کیا ہے۔ یا دوسری جگہ آپ فرماتے ہیں: بیع السلاح من اعداء الدین من الامور السیاسه التابعة لمصالح الیوم فربما تقضی مصالح السلمین بیع السلاح بل اعطاء مجانا لطائفة من الکفار۔ دشمن سے اسلحہ خریدنے کا موضوع امور سیاسی میں شامل ہے اور مصالح اسلام سے وابستہ ہے۔ اور بعض موارد میں مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ کافروں کے ایک گروہ کو مفت اسلحہ فراہم کیا جائے۔ (امام خمینی، ۱۴۱۵، ج ۱، ص ۲۷)

یہاں پر ہم دیکھتے ہیں کہ کفار سے اسلحہ خریدنے کا عمل وہ جدت ہے جسے امام خمینی نے پیش کیا ہے یعنی مصلحت کے تقاضے کے مد نظر اس طرح کا معاملہ کیا جا سکتا ہے۔